



E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A 3rd Year Islamic Studies

Paper : Hadith (Block 2)

Module Name/Title : Ilm ul Hadith, Sahay Sitta aur Unke Musannafeen Part 2



DEVELOPMENT TEAM

CONTENT	DDE
PRESENTATION	Dr Md Sirajuddin
PRODUCER	Mr. Md Aamir Badr



Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India



اکائی 5 : حدیث-تعارف اور تاریخ

اکائی کے اجزاء	
5.1	مقصد
5.2	تمہید
5.3	حدیث کا لغوی معنی
5.4	حدیث کا اصطلاحی مفہوم
5.5	حدیث کی تعریف و اہمیت
5.6	حدیث کی ضرورت
5.7	حدیث کی حجیت
5.8	حدیث کی حفاظت اور اشاعت
5.9	کتابت و تدوین حدیث کی تاریخ
5.9.1	کتابت حدیث عہد نبوی میں
5.9.2	کتابت حدیث عہد صحابہ میں
5.9.3	تدوین حدیث عہد تابعین و تبع تابعین میں
5.9.4	تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث
5.10	حدیث کی بعض ابتدائی کتابیں
5.10.1	موطا امام مالک
5.10.2	مسند احمد بن حنبل
5.10.3	مصنف ابن ابی شیبہ
5.11	خلاصہ
5.12	نمونے کے امتحانی سوالات
5.13	سفارش کردہ کتابیں

5.1 مقصد

اللہ کے رسول ﷺ کا پاک ارشاد ہے: 'میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ (1)۔ اللہ کی کتاب اور (2)۔ میری (رسول) کی سنت۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور اس کے رسول ﷺ کی سنت یعنی احادیث مبارکہ قیامت تک مسلمانوں کی ہدایت و رہنمائی کا کام کرتے رہیں گے۔ اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ حدیث کے معنی و مفہوم کے ساتھ اہمیت حدیث، حجیت حدیث اور علم حدیث کا مختصر مگر جامع تعارف حاصل کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں حدیث رسول ﷺ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوگی۔ وہ جان سکیں گے کہ حدیث کی تدوین کس طرح عمل میں آئی؟ اس کے مختلف ادوار کون سے ہیں؟ اور شروع کے زمانے میں حدیث کی کون سی کتابیں لکھی گئیں؟

5.2 تمہید

انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت ہی بڑا اور سب سے عظیم احسان ہے کہ اس نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ایک ابدی کتاب قرآن مجید کو نازل فرمایا اور اس کے ساتھ ہی اس کتاب کے بیان اور تشریح کے لیے امام الانبیاء اور خاتم المرسلین حضور نبی پاک ﷺ کو مبعوث فرمایا، جن کے ذریعے کہ قرآن مجید ہمیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ ٹولیا ہی، اس نے ایسے انتظامات بھی کر دیے اور رسول ﷺ کو ایسے ساتھی اور رفیق عطا کیے جنہوں نے اس کے محبوب رسول اکرم ﷺ کی کتاب زندگی کے ایک لمحے کو نہ صرف محفوظ رکھنے کی کوشش کی بلکہ اپنے قول و عمل میں بھی اسی نمونے کو ڈھال لیا۔ قرآن مجید اور صاحب قرآن مجید کی باتوں کو محفوظ کرنے کا جیسا انتظام و اہتمام مسلمانوں نے کیا، نہ ان سے پہلے کسی نے کیا نہ ہی بعد میں ایسی کوئی نظیر ملتی ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ وہ کارنامہ ہے جس پر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ آج بھی اللہ کے رسول کی ذات، ہدایات، ان کے معمولات اور ان کے گرد و پیش کو کوئی جاننا چاہے تو حدیث کی کوئی کتاب کھول کر بیٹھ جائے، حضور نبی پاک ﷺ کا نہ صرف معاشرہ اس کے سامنے ہوگا بلکہ وہ اس سے ہم کلام بھی نظر آئیں گے۔ اسے ایسا محسوس ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں کا مخاطب اصلی وہی ہے۔

5.3 حدیث کا لغوی معنی

عربی زبان میں حدیث کا لفظ قدیم کی ضد ہے یعنی نئی چیز یا بات؛ اسی طرح لغت میں حدیث کے معنی گفتگو اور بات چیت کے بھی ہیں اور اس لفظ نے اتنی وسعت اختیار کر لی ہے کہ اس میں کسی کا قول، مدعا، خبر اور واقعہ تمام چیزیں شامل ہو جاتی ہیں۔

5.4 حدیث کا اصطلاحی مفہوم

اسلامی شریعت کی اصطلاح میں ہر وہ بات جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی جائے حدیث کہلاتی ہے۔ امام سخاویؒ کے نزدیک حدیث نام ہے اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال، افعال، اقرار کردہ اعمال، آپ کی صفات یہاں تک کہ سوتے اور جاگتے آپ کی حرکات اور

سکنت کا۔ یعنی آپ ﷺ نے کوئی بات کہی، کوئی کام کیا یا آپ ﷺ کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی اور آپ ﷺ نے اسے اس پر ٹوکا یا منع نہیں کیا، یہ تمام چیزیں حدیث میں شامل ہیں۔ بعض ائمہ حدیث اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال اور افعال کو بھی حدیث میں شامل کرتے ہیں جب کہ بعض دوسرے ائمہ حدیث اس میں فرق کرتے ہیں۔ حدیث کی مختلف اقسام بیان ہوئی ہیں جن کا ذکر ان شاء اللہ اصطلاحات حدیث کے ضمن میں آئے گا۔

5.5 حدیث کی اہمیت

حدیث کی اہمیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد دین اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو جاننے کا سب سے اہم اور مستند ذریعہ یہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے منشا کو جاننے اور سمجھنے کا ذریعہ بھی حدیث ہے، کیوں کہ خود قرآن مجید میں منصب نبوت کا بیان اس طرح ہے: 'اے نبی! ہم نے یہ ذکر تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے لیے اس تعلیم کو واضح کر دو جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے'۔ (سورہ نحل 44)۔ اسی طرح قرآن مجید میں نبی کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا ہے: 'وہ (نبی ﷺ) اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، بلکہ وحی ہوتی ہے جو چیز اس کی طرف بھیجی جاتی ہے'۔ (سورہ نجم 5-4) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ جہاں ایک طرف اس مقصد کے لیے بھیجے گئے تھے کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائیں اور ان تک پہنچائیں وہیں ان کی بعثت کا مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں کو اللہ کی کتاب اور اس میں بیان کردہ احکام اور قوانین کی تعلیم دیں، لوگوں کو حکمت اور دانائی کی باتیں بتائیں تاکہ لوگوں کی ذہنی سطح اس حد تک بلند ہو جائے اور لوگ اس قابل ہو جائیں کہ قرآن مجید میں بیان کی ہوئی حقیقتوں کو سمجھ سکیں اور فکر و عمل کے میدان میں صحیح طریقہ اور رویہ اختیار کر سکیں۔ اسی طرح لوگوں کی ایسی تربیت کریں کہ ان کے اندر انسانیت کے بہترین جوہر پیدا ہو جائیں اور ان کی زندگیوں سے ہر قسم کی برائیاں دور ہو سکیں۔ ان مقاصد کا ذکر سورہ آل عمران کی اس آیت میں ہے: 'اللہ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا جب ان کے اندر خود ان ہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سے پہلے تو وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے'۔ (آل عمران 164)

یہی وجہ ہے جو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں اور بعد کے زمانوں میں بھی آج تک اللہ کے رسول ﷺ کے قول، فعل اور تقریر پر مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی اسی طرح عمل کیا ہے جس طرح کہ قرآن مجید کے احکام و ہدایات پر۔ مسلم علماء اور فقہانے اطاعت اور فرماں برداری رسول ﷺ کو اسی طرح ضروری قرار دیا ہے جس طرح کہ قرآن مجید کی اطاعت کو۔

5.6 حدیث کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ رہتی دنیا تک ان کے لیے ہدایت و رہنمائی کا سامان بھی کیا۔ دنیا میں جب جب گمراہی اور ضلالت کا بول بالا ہوا اور چراغ ہدایت کی روشنی مدہم پڑنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی لو کو بڑھانے اور اسے مزید روشن کرنے کے لیے اپنے نبی اور رسول بھیجے۔ اور سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ رہتی دنیا تک ہدایت و رہنمائی کا انتظام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے صرف اپنی کتابیں ہی نہیں بھیجیں بلکہ ان میں مذکور ہدایات کو عمل کا جامہ پہنانے کے

لئے ساتھ میں رسول بھی بھیجے تاکہ لوگوں کے اندر ان ہی میں کا ایک شخص ان پر عمل کر کے نہ صرف ان کے لیے نمونہ فراہم کرے بلکہ یہ بھی ثابت کر دے کہ ان ہدایات پر سارے لوگ باستانی عمل کر سکتے ہیں۔ اب جب کہ آخری نبی و رسول حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی و رسول دنیا میں آنے والا نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسے اسوے اور نمونے کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ روز روشن کی طرح تابناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت ہی واضح الفاظ میں مسلمانوں کو ہدایت فرمادی ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ (اللہ کے رسول کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔) اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا ما آتاکم الرسول فخذوه و ما نہاکم عنہ فانتهوا (حشر 7) یعنی اللہ کے رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جن چیزوں سے روک دیں ان سے رک جاؤ۔) نبی ﷺ کی زندگی کیا تھی؟ قرآن مجید کا چلتا پھرتا نمونہ۔ حضرت عائشہ کے الفاظ ہیں: کان خلقہ القرآن (یعنی آپ کے اخلاق قرآن کا نمونہ تھے) اس طرح یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ قرآن اگر کتاب ہدایت ہے تو نبی ﷺ کی زندگی اور آپ کی باتیں اس ہدایت کی عملی تشریح و تعبیر۔ قرآن مجید کو نبی ﷺ کے بغیر سمجھا ہی نہیں جاسکتا کیوں کہ نبی ﷺ کا کام ہی دنیا کے سامنے قرآن مجید کی عملی تفسیر پیش کرنا تھا۔ دین کی بہت ساری باتیں ہیں جن تک حدیث کے بغیر رسائی ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کی آیتوں کا شان نزول ہمیں حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے بہت سے احکامات مجمل ہیں، ان کی تفصیل احادیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے بہت سے احکامات ہیں جن پر ہم حدیث کے بغیر عمل کر ہی نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر عبادات کو ہی لے لیجئے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بارے میں قرآن مجید کے بیانات مجمل ہیں۔ اگر احادیث نہ ہوں تو ان عبادات کو صحیح ڈھنگ سے ادا ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح قرآن مجید میں صرف شراب (خمر) کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ شراب کے حرام ہونے کا سبب اس کا نشہ آور ہونا ہے۔ یہ بات نبی ﷺ نے بتائی کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی نبی ﷺ نے ہی بتائی کہ نشہ آور چیز خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہے۔ یہ سوال بے معنی ہے کہ نشہ آور چیز تھوڑی مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ ہوتا ہے یا نہیں۔ آخر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیث کی ضرورت ویسی ہی ہے جیسی کہ قرآن مجید کی۔ خود اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟ ”میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جن کو جب تک تم مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔“ گویا قرآن مجید اور اللہ کے رسول کی سنت دونوں مل کر قیامت تک مسلمانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا کام کرتے رہیں گے۔

معلومات کی جانچ

- 1- حدیث کا لغوی معنی کیا ہے؟
- 2- حدیث کی ضرورت کیوں ہے؟
- 3- حدیث کا اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔

5.7 حدیث کی حجیت

حدیث کی اہمیت اور ضرورت معلوم ہو جانے کے بعد اب ہم اس مسئلے پر آتے ہیں کہ دینی امور میں اللہ کے رسول کی حدیثیں حجیت

ہیں یا نہیں۔ کیوں کہ ماضی قریب میں بہت سے لوگوں نے علم و دانش کے نام پر (اور ان کی ایک تعداد آج بھی موجود ہے) احادیث کی اہمیت و ضرورت اور ان کی حجیت سے یا تو انکار کیا یا ان کو اپنے خود ساختہ فہم قرآن سے بھی کم گردانا اور دعویٰ یہ کیا کہ مسلمانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن مجید کافی ہے۔ جب کہ خود قرآن اور صاحب قرآن ان کے اس دعوے کی تردید کرتے ہیں۔ ذیل میں قرآن مجید کی بعض وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن سے حدیث کے حجت ہونے کا واضح ثبوت فراہم ہوتا ہے:

و ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى (نجم: 2-3)

(اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)

وما آتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه فانتهوا (حشر-8)

(اور رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو، اور جس سے تمہیں روک دیں اس سے باز رہو)

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم، ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت

ويسلموا تسليما (نساء: 65)

(پس کچھ بھی نہیں، تیرے رب کی قسم ہے وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تجھے (اے پیغمبر) ان تمام باتوں میں حکم اور فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں جو ان کے باہمی جھگڑوں میں پیدا ہوئی ہیں۔ پھر اپنے اندر کسی قسم کی تنگی اس فیصلے کے متعلق نہ پائیں جو تم نے کر دیا ہو، اور کلینتہ اس فیصلے کے آگے جھک جائیں۔)

و ما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله (نساء: 64)

(نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو گراسی لیے کہ اس کی فرماں برداری کی جائے اللہ کے حکم سے)

فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنه او يصيبهم عذاب اليم (نور: 63)

(پس چاہیے کہ جو پیغمبر کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ ڈریں اس بات سے کہ کسی آزمائش اور فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں یا ان کو دکھ بھرا عذاب پکڑے۔)

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر و ذكر الله كثيراً (احزاب: 21)

(تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہت اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ کی اور پچھلے دن کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں۔)

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله (آل عمران: 31)

(اے نبی لوگوں سے) کہو: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرنے لگے گا۔)

جس طرح قرآن مجید کی یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ کے رسول کی احادیث دین کے معاملات میں حجت کا درجہ رکھتی ہیں

اسی طرح خود اللہ کے رسول کے فرمودات بھی اس پر شاہد ہیں۔ صرف ایک حدیث یہاں بیان کی جاتی ہے:

من اطاع محمدا صلى الله عليه وسلم فقد اطاع الله و من عصى محمداً صلى الله عليه وسلم فقد عصى

الله و محمد صلى الله عليه وسلم فرق بين الناس (بخاری)

(جس نے محمد کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد کی نافرمانی کی بے شک اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور

محمد کو گلوں کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں)

اسی طرح سلف صالحین کے دور سے لے کر آج تک جمہور امت کا مسلسل اور متواتر یہ عقیدہ رہا ہے کہ احادیث حجت ہیں اور ان کی تشریحی حیثیت مسلم ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ قرآن کے ساتھ حدیث کو بھی قطعی حجت مانتے تھے۔ مسند دارمی کی روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تھا تو پہلے کتاب اللہ میں دیکھتے تھے اگر اس میں پاتے تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتا اور رسول اللہ سے اس بارے میں کوئی سنت ہوتی تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر اس سے بھی حل نہ ہوتا تو مسلمانوں سے پوچھتے۔ (مسند دارمی بحوالہ معارف مئی 1933ء، ص 340) خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کا رویہ بھی یہی تھا وہ قاضیوں کو مقرر کرتے وقت یہ تاکید فرماتے کہ جو مسئلہ پیش آئے اس میں پہلے کتاب اللہ کو دیکھو، جو اس سے تمہارے لیے ظاہر ہو اور کسی سے نہ پوچھو اور جب کتاب اللہ سے ظاہر نہ ہو تو اس میں سنت رسول کا اتباع کرو اور جو سنت رسول سے بھی ظاہر نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو (اعلام الموقعین بحوالہ معارف مئی 1933)۔ غرض یہ سلسلہ خلفاء راشدین سے ہوتا ہوا آج تک جاری ہے اور امت ہمیشہ حجیت حدیث کی نہ صرف معتقد رہی ہے بلکہ اس پر عامل بھی رہی ہے۔

دور جدید کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اس طرح کا خیال ظاہر کرتے ہیں کہ خبر واحد سے صرف ظن غالب ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا ہے اس لیے خبر واحد کو دین و مذہب کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔ واضح رہے کہ خبر واحد وہ حدیث کہلاتی ہے جو متواتر کے درجے میں نہ ہو اور متواتر وہ حدیث ہوتی ہے جس کے ہر دور میں اتنے زیادہ راوی ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتاً ممکن نہ ہو۔ احادیث زیادہ تر خبر واحد ہیں۔ یہ ایک ایسا فتنہ ہے جو دین کے ساتھ صریح زیادتی ہے۔ مولانا محمد فاروق خان کے الفاظ میں:

’خود ہماری زندگی کے اکثر و بیشتر فیصلوں کا انحصار ظن غالب پر ہی ہوتا ہے۔ قرآن نے بھی ظنی شہادتوں کو غیر معتبر نہیں قرار دیا۔ بلکہ ان کا اعتبار کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی بنیاد پر ایک مسلمان کا خون تک مباح ہو سکتا ہے۔ زنا، قذف اور سرقت کے سلسلے میں فیصلوں کی بنیاد دو چار شہادتوں پر ہی رکھی گئی ہے جن سے ایک مسلمان کو کوڑوں کی سزا بھی دی جاسکتی ہے اور اس کا ہاتھ بھی کاٹا جاسکتا ہے۔ جب قرآن غیر متواتر شہادتوں پر نظام عدل کی بنیاد رکھتا ہے پھر کسی مسلمان شخص کے لئے یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر دور میں دو چار راویوں کا ہونا کافی نہیں ہے۔ البتہ راویوں کے لیے عادل اور قابل اعتماد ہونا ضروری ہے اس کی تحقیق ہی کے لئے اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے: یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فنبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (اے ایمان والو! جب کوئی فاسق شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بے تحقیق کسی قوم پر چاڑو اور بعد میں تمہیں اپنے کیے پر نادم اور شرمندہ ہونا پڑے۔ (الحجرات-6)

اس آیت میں قرآن خبر واحد کو رد کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ خبر اگر فاسق کی دی ہوئی ہے تو اس کی تحقیق کی ہدایت کرتا ہے۔ اس آیت سے یہ بات اپنے آپ نکلتی ہے کہ اگر خبر کسی ایسے شخص کی دی ہوئی ہے جو فاسق نہیں۔ بلکہ اس کی عدالت اور اس کی

سچائی پر اعتماد ہے تو مزید تحقیق کے بغیر بھی دی ہوئی خبر کی بنیاد پر کاروائی کی جاسکتی ہے۔ خود قرآن کریم کے کتاب الہی ہونے کا یقین بھی ہمیں ایک معتبر اور قابل اعتماد ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے حاصل ہوا ہے۔ خدا کی جانب سے کثیر اشخاص اور ملائکہ نے آکر ہمیں اس کے کلام الہی ہونے کی خبر نہیں دی ہے۔

قرآن کے علاوہ حدیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ خبر واحد ہمارے لیے حجت ہے۔ اس سلسلے میں چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حضرت یزید بن شیمانؓ کا بیان ہے کہ ہم عرفات میں تھے۔ اتفاق سے ہماری قیام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ سے دور تھی۔ ہمارے پاس آپ کا قاصد یہ پیام لے کر آیا کہ ہم جہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اسی جگہ رہیں، وہاں سے منتقل ہونے کی ضرورت نہیں، عرفات میں جہاں بھی قیام ہو جائے فریضہ وقف ادا ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ثقہ آدمی کی دی ہوئی خبر دین میں حجت کا درجہ رکھتی ہے۔ ورنہ آپ اپنی طرف سے ایک ہی شخص کو نہ بھیجتے۔ (علم

حدیث ایک تعارف، 68-69)

5.8 حدیث کی حفاظت اور اشاعت

حدیث کی اہمیت، ضرورت اور حجیت کے پیش نظر اللہ، اس کے رسول اور صحابہ کرام نے حفاظت و اشاعت حدیث کا ایسا اہتمام کیا کہ اس کی نظیر انسانی تاریخ میں کہیں اور ملنی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی رفاقت اور صحبت کے لیے ایک ایسے انسانی گروہ کا انتخاب کیا جو انسانیت کا جوہر و کریم کہا جاسکتا ہے۔ خود اللہ کے رسول ﷺ نے حدیث کی حفاظت اور اشاعت کے لیے متعدد اقدامات کیے اور آپ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ و تابعین نے احادیث کی حفاظت اور اشاعت کے لئے جس احتیاط و اہتمام سے کام لیا وہ اپنے آپ میں بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے احادیث کو لکھنے سے منع کر دیا تھا لیکن ہجرت مدینہ کے کچھ عرصہ بعد یہ ممانعت ختم ہو گئی اور احادیث لکھنے کی عام اجازت ہو گئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: میں آپ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں مگر یاد نہیں رکھ پاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے مدد لو اور پھر اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ لکھ لیا کرو۔ (ترمذی) اسی طرح کئی صحابہ کرام کو آپ نے بہت ساری چیزیں لکھوا کر دی تھیں۔ خود آپ اس بات کا اہتمام کرتے تھے کہ جب کوئی بات کہتے تو اس کو تین بار دہراتے تاکہ وہ بات اچھی طرح لوگوں کی سمجھ میں آجائے۔ (بخاری) (انہ کان اذا تکلم بکلمة اعادھا ثلاثاً حتی تفہم عنہ)

سب سے اول جن لوگوں نے حدیث کی حفاظت کی ذمہ داری لی وہ حضرات صحابہ کرامؓ تھے۔ چونکہ صحابہ کرام کی تربیت براہ راست خود رسول اللہ ﷺ نے کی تھی اس لیے وہ اس ذمہ داری کو بخوبی سمجھتے تھے اور اس سلسلے میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ حضرات صحابہ کرام جہاں ایک طرف اس بات کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ اللہ کے رسول کی حدیثوں کو زیادہ سے زیادہ یاد اور محفوظ رکھیں وہیں وہ اس بات کا بھی بہت زیادہ خیال رکھتے تھے کہ رسول اللہ کی جانب کوئی غلط بات نہ منسوب ہونے پائے کیوں کہ نبی ﷺ کی یہ تشبیہ ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتی تھی: من کذب علی متعمداً فلیتبعوا مقعدہ من النار، (جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے گا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے) مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کوئی بھی حدیث بیان کرنے سے پہلے یہ کہتے کہ رسول اللہ صادق و صدوق ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار

کر لے۔ (الاصابہ) بہت سارے صحابہ کا معمول تھا کہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت نبیؐ کی صحبت میں گزارنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ روزانہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے تو انہوں نے اور ان کے ایک پڑوسی انصاری صحابیؓ نے معمول بنا رکھا تھا کہ ایک دن حضرت عمرؓ اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر رہتے اور ایک دن انصاری صحابیؓ اور دونوں جس دن کہ وہ اللہ کے رسول کی خدمت میں نہیں ہوتے تھے دوسرے کو اس دن کی باتوں کے بارے میں بتاتے تھے۔ یہی نہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے حدیثیں سننے کا ہی اہتمام کرتے ہوں بلکہ وہ ایک دوسرے سے بھی حدیثیں سنتے اور یاد کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ سے جو صحابہ حدیثیں معلوم کیا کرتے تھے ان میں حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے نام بھی شامل ہیں۔ احادیث کو جاننے اور انہیں صحیح ڈھنگ سے یاد رکھنے کا صحابہ کرامؓ کو اس قدر شوق تھا کہ وہ ایک ایک حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے لے لے سے لے سفر کی تکلیف برداشت کر لیا کرتے تھے۔ تابعین حضرت ابو العالیہؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ کے صحابہ کے حوالے سے ایک روایت سنتے لیکن ہم اس پر راضی نہ ہوتے جب تک کہ ہم خود پہنچ کر ان صحابی کی زبانی براہ راست اس روایت کو نہ سن لیتے۔ اس طرح حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام نے حفاظت حدیث کا بے مثل کارنامہ انجام دیا۔

جس طرح صحابہ کرام نے حدیث کی حفاظت کا بہت زیادہ اہتمام کیا اسی طرح حدیث کی اشاعت پر بھی انہوں نے کافی توجہ صرف کی۔ نبیؐ کے زمانے میں ہی وہ ایک دوسرے کو حدیثیں سنایا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام جہاں بھی گئے اور جس جگہ بھی رہے انہوں نے ان مقامات پر تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ حدیثیں بیان کرنے کا سلسلہ بھی قائم کیا۔ مکہ اور مدینہ کے علاوہ یمن، یمامہ، دمشق، بحرین، بصرہ، کوفہ اور مصر وہ مقامات ہیں جہاں پر حضرات صحابہ کرامؓ نے بڑی تعداد میں قرآن مجید اور حدیث رسول کی روایت کے حلقے قائم کئے۔ سب سے زیادہ نمایاں خدمات صحابہ میں حضرت ابو ہریرہؓ اور صحابیات میں حضرت عائشہؓ کی ہیں جن کے حلقہ درس مدینہ میں قائم تھے۔ صحابہ کرام کے بعد ان کے تابعین شاگردوں نے اشاعت حدیث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس طرح یہ سلسلہ روز بروز آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ ایک زمانے تک علم سے مراد ہی علم حدیث لیا جاتا تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا اشاعت حدیث کی ترغیب خود نبیؐ نے اپنے صحابہ کو دلائی تھی۔ ایک موقع پر آپ نے نماز روزہ وغیرہ کے احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا: 'احفظوہ و اخبروہ من وراءکم' ان کو خوب محفوظ رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں ان سے واقف کراؤ۔ اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر مجمع سے خطاب کر کے آپ نے فرمایا: نضر اللہ امر اسمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ فرب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ و رب حامل فقہ لیس بفقہ (ابوداؤد۔ کتاب العلم) (تر و تا زہ رکھے اللہ اس بندے کو جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر اسے یاد رکھا، اور اسے پہنچایا، کتنے ہی حامل فقہ پہنچاتے ہیں اس تک جو زیادہ فقہ والا ہوتا ہے، اور کتنے ہی حامل فقہ غیر فقیہ ہوتے ہیں۔) آپ نے اپنا خطبہ ان الفاظ پر ختم فرمایا: الا فلیبلغ الشاہد الغائب (بخاری) (سنو! چاہیے کہ جو حاضر ہے وہ اسے غائب تک پہنچادے۔) اگر مسلمانوں کو حدیث کی ضرورت نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کی حفاظت اور اشاعت کا اتنا زیادہ اہتمام نہ کرتے اور نہ ہی آپ کے اس طرح کے ارشادات سامنے آتے۔

احادیث کی حفاظت و اشاعت کا کام صرف زبانی روایت کے ذریعے ہی نہیں ہوا بلکہ اللہ کے رسول کے زمانے سے ہی حدیثوں کو

لکھنے کا رواج تھا۔ خود نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف تحریریں (احکام و ہدایات سے متعلق) لکھوا کر لوگوں کو عنایت فرمائیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ بھی اپنی یادداشت پر بھروسے کے ساتھ ساتھ حدیثیں لکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی ایک تعداد نے حدیثوں کے صحیفے تیار کیے البتہ انہیں تائیدی شہادت کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور ان کا مقصد حافظہ کو تازہ کرنا ہوتا تھا۔ مولانا محمد فاروق خاں لکھتے ہیں:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اول درجے کی صحیح اہادیث ان کے اولین راویوں ہی کے ہاتھوں (ضبط) تحریر میں آچکی تھیں۔ اور وہ مسلسل تحریری شکل میں منتقل ہوتی رہیں اور آج تک تحریری شکل میں موجود و محفوظ ہیں۔ ایسا نہیں ہوا ہے کہ کسی دور میں تحریری سرمایہ ضائع ہو گیا ہو اور محض زبانی روایات پر ان کا دار و مدار رہ گیا ہو۔ (کلام نبوت جلد اول ص 18)

حدیث کی تدوین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سب سے زیادہ اور اولین توجہ قرآن مجید کی حفاظت و کتابت پر مرکوز تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کے وقت تک قرآن مجید سینوں اور سفینوں دونوں میں اچھی طرح محفوظ ہو چکا تھا اور اب اسے ایک مصحف کی شکل دینے کا کام باقی رہ گیا تھا۔ حدیث کا معاملہ اس سے مختلف تھا، اس کی باضابطہ تدوین اس طریقے سے نہیں کی گئی جس طرح کہ قرآن مجید کی ہوئی۔ اس کی مختلف وجوہات تھیں مثلاً: (1)۔ حدیث کا ذخیرہ قرآن مجید کی طرح مختصر نہیں تھا۔ (2)۔ حدیث کو سننے اور جاننے والے افراد ہزار ہا کی تعداد میں تھے بیک وقت سب تک رسائی آسان نہ تھی۔ (3)۔ کاتبین اور سامان کتابت کی قلت تھی وغیرہ۔ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں اگر قرآن مجید کی طرح حدیث کی باضابطہ تدوین نہیں ہوئی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس مبارک زمانے میں حدیثیں لکھی ہی نہیں گئیں یا ان کی حفاظت و کتابت کا اہتمام نہیں تھا۔ بلکہ نبی کے زمانے میں بھی اور آپ کے بعد بھی صحابہ کرامؓ نے حفاظت کا اہتمام کیا۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ عہد نبوی میں حدیث کی تدوین اس طریقے پر نہیں ہوئی جس طریقے پر کہ قرآن مجید کی ہوئی۔ حدیثیں صحابہ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ تھیں اور انہوں نے زبانی روایت کے ذریعے تابعین عظام کی طرف منتقل کیا۔ یہ مغالطہ بہر حال نہیں ہونا چاہیے کہ عدم تدوین سے مراد عدم کتابت ہے، جیسا کہ بعض مستخفین حدیث و سنت کرتے ہیں، کیوں کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کتابت حدیث کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے مجموعہ حدیث کا نام صادقہ تھا، کئی دیگر صحابہ نے بھی حدیث سے متعلق اپنی یادداشتیں تحریر کر رکھی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے تو باقاعدہ تدوین حدیث کا ارادہ کیا تھا مگر بعد میں اسے ترک کر دیا۔ یہ بتی نے مدخل میں عمرو بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا تھا کہ احادیث کو جمع کر کے قلم بند کرائیں۔ آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا تو انہوں نے بھی اس کی تائید کی لیکن حضرت عمرؓ اس کے باوجود پس و پیش میں رہے اور ایک ماہ تک اللہ سے استخارہ کرتے رہے حتیٰ کہ ایک دن صبح اٹھے تو اللہ نے ان کے دل کو ایک فیصلے پر جمادیا۔ آپ نے فرمایا: میرا ارادہ تھا کہ سنن کی کتابت کراؤں لیکن مجھے ان قوموں کا خیال آیا جنہوں نے تم سے پہلے کتابیں لکھیں اور کتاب اللہ کو چھوڑ کر ان ہی میں منہمک ہو گئے۔ خدا کی قسم میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی دوسری چیز کو خلط ملط نہیں کروں گا۔ (بحوالہ سنت رسول، ملک غلام علی، مکتبہ ذکری رام پور، یوپی، ص 118)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب فتنوں کا دور شروع ہوا اور حدیثوں میں جھوٹ کی ملاوٹ کی جانے لگی تو اس وقت وضع حدیث کے فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے تابعین عظام نے جتنا ممکن ہوا احادیث کو جمع کر دیا۔ یہ کریڈٹ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کو جاتا ہے

کہ انہوں نے سب سے پہلے حکومتی سطح پر حدیث کی جمع و تدوین کے لئے کوشش کی اور مختلف لوگوں کو اس کام پر مامور کیا، ان میں نمایاں نام مدینہ کے اس وقت کے گورنر ابو بکر ابن حزم، عمرہ بنت عبد الرحمن انصاریہ (متوفیہ 98ھ) قاسم ابن محمد بن ابی بکر (متوفی 120ھ) اور محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کے ہیں۔ ان میں بھی ابن شہاب زہری وہ جلیل المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے تدوین حدیث کے کام کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے مختلف ابواب کے تحت الگ الگ حدیث کی کتابیں مرتب کی تھیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ابن شہاب زہری کے بارے میں اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کے ہاں جایا کرو کیوں کہ روئے زمین پر ان سے بڑھ کر سنت کا عالم موجود نہیں ہے۔ امام زہری کے بعد تدوین حدیث کا کام بڑے پیمانے پر ہوا، البتہ دوسری صدی ہجری کے دوران تک حدیث رسول، آثار صحابہ اور اقوال تابعین کو ایک ہی مجموعے میں جمع کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد تیسری صدی ہجری کے دوران حدیث کی زیادہ منظم، عظیم الشان اور زندہ جاوید کتابیں لکھی گئیں جو آج تک باقی ہیں۔

5.9 کتابت و تدوین حدیث کی تاریخ

تدوین حدیث کے بارے میں عام طور پر یہ بات کہی جاتی ہے کہ حدیثوں کی تدوین کا کام نبی اکرم ﷺ کی وفات کے تقریباً دو سو برس بعد ہوا۔ اور یہ بھی کہ خود رسول پاک ﷺ نے حدیثوں کو لکھنے سے منع فرمایا تھا۔ اس لیے جب ایک طویل عرصے بعد حدیثوں کی تدوین عمل میں آئی تو اس میں رطب و یابس سب کا سب رسول اللہ کی جانب منسوب کر دیا گیا لہذا حدیثیں ساقط الاعتبار قرار پاتی ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی اس حدیث کو پیش کیا جاتا ہے: لا تکتبوا عنی شیئا غیر القرآن و من کتب شیئا غیر القرآن فلیمحہ (مسلم) (کوئی شخص بھی مجھ سے سوائے قرآن مجید کے کچھ اور نہ لکھے اور جس نے قرآن مجید کے علاوہ کچھ اور لکھ لیا ہو وہ اسے مٹا دے)۔ اس حدیث کے ذریعے یہ غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے کہ اللہ کے رسول نے دائمی طور پر حدیثوں کو لکھنے سے منع کر دیا تھا۔ لیکن حقیقت واقعہ یہ نہیں ہے بلکہ متعدد ایسی روایات موجود ہیں جن میں نبیؐ نے بعض صحابہ کرامؓ کو حدیثیں لکھنے کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ کئی مواقع پر انہیں اس کا حکم بھی دیا ہے جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عدم کتابت کا حکم ایک خاص عرصے کے لئے اور مخصوص پس منظر میں تھا جب کہ احادیث رسول کا کلام الہی سے گڈ بڈ ہونے کا اندیشہ تھا، بعد میں جب یہ علت جاتی رہی اور صحابہ کرامؓ میں نبی کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں کلام الہی اور کلام نبوی میں تفریق و امتیاز کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو پھر اللہ کے رسول نے لوگوں کو حدیثیں لکھنے کی اجازت دے دی۔

5.9.1 کتابت حدیث عہد نبوی میں

جیسا کہ پہلے عرض ہوا کہ منع کتابت کا حکم وقتی مصالح کے پیش نظر تھا۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ مشہور روایت حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی ہے: حضرت عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ میں حفظ کرنے کے خیال سے رسول اللہ سے جو کچھ سنتا تھا سب لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کیا تم رسول اللہ سے جو سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالانکہ آپ بشر ہیں غصہ اور رزادوں کی حالت میں فرماتے ہیں۔ ان کے کہنے پر میں لکھنے سے رک گیا۔ اور رسول اللہ سے اس کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تم لکھا کرو تم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا (ابوداؤد) اسی

طرح دیگر صحابہؓ کے بھی مستند بیانات ہیں جن میں اللہ کے رسول نے انہیں کتابت حدیث کی اجازت دی ہے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ نے حدیثوں کے مختلف مجموعے تیار کر لیے تھے اور یہ ان وثائق کے علاوہ تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر تیار کروا کر لوگوں کو دیے تھے۔ ذیل میں ہم ایک مختصر فہرست صرف اس تحریری مواد کی پیش کرتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے حکم سے تیار ہوا۔

- 1- صلح نامہ حدیبیہ: صلح حدیبیہ کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے اسے تیار کروایا تھا۔ صحیح بخاری میں مکمل صلح نامہ موجود ہے۔
- 2- بیثاق مدینہ: مدینہ ہجرت کرنے کے بعد نبی ﷺ نے وہاں کے تمام باشندوں مہاجرین، انصار، یہود وغیرہ کے مشورے سے ایک معاہدہ ترتیب دیا۔ یہ 25 دفعات پر مشتمل ہے۔
- 3- صحیفہ وائل بن حجر: اس میں نماز روزہ، شراب، سود وغیرہ سے متعلق احکام تھے۔ وائل بن حجر حضرت موت کے ایک شہزادے تھے۔ مدینہ آکر مسلمان ہوئے کچھ دنوں حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔ جب وہ واپس لوٹنے لگے تو آپ نے یہ صحیفہ لکھوا کر انہیں عطا فرمایا۔
- 4- وصیت نامہ مسلم بن حارث تمیمی: نبی ﷺ نے مسلم بن حارث تمیمی کو کچھ وصیتیں لکھ کر دی تھیں۔ اس وصیت نامے پر آپ کی مہربانی ثبت تھی۔
- 5- ہدایت نامہ عمرو بن حزم: آپ ﷺ نے عمرو بن حزم کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں ایک تحریری ہدایت نامہ بھی دیا جس میں انتظامی امور کے علاوہ تعلیم کی اشاعت سے متعلق احکام بھی درج تھے۔ اس کی جامعیت کو دیکھتے ہوئے اسے حدیث کی پہلی کتاب کہا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد فاروق خاں نے اپنی کتاب علم حدیث: ایک تعارف، میں ایسی چودہ تحریری دستاویزوں کی فہرست دی ہے جو نبی کے فرمان اور حکم سے لکھی گئیں جن میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو آپ نے اس وقت کے مختلف حکمرانوں اور قبیلوں کے سرداروں کو لکھوائے تھے۔ ان کے مطابق ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب الوثائق سیاسیہ میں عہد نبوی کی 240 سے زیادہ تحریری دستاویزات جمع کی ہیں۔

5.9.2 کتابت حدیث عہد صحابہ میں

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نبی کے زمانے میں ہی صحابہ کرام نے احادیث لکھنی شروع کر دی تھیں۔ ممانعت کتابت حدیث کا حکم وقتی اور مبنی بر مصلحت تھا۔ کئی صحابہ کرام کو خود رسول اللہ ﷺ نے حدیثیں لکھنے کی اجازت دی تھی اور ان میں سے بعض نے تو حدیثیں لکھنے کے بعد آپ کو سنا کر تصدیق بھی حاصل کر لی تھی۔ صحابہ کرام نے حدیثیں صرف نبی کے زمانے میں ہی نہیں لکھیں بلکہ آپ کے بعد بھی ایک دوسرے سے آپ کی حدیثیں معلوم کر کے نہ صرف یاد کیں بلکہ انہیں تحریر بھی کیا اور اس طرح حدیث کا بہت بڑا سرمایہ عہد صحابہ میں ہی زبانی کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر بھی محفوظ ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے تو حدیث کی تدوین کا ارادہ کر لیا تھا لیکن بعد میں اسے ترک کر دیا۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ مولانا محمد فاروق خاں نے ایسے 22 رسالوں یا کتابوں کی فہرست دی ہے جنہیں کہ صحابہ کرام نے تیار کیا تھا۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

1- الصحیفة الصادقة : تالیف عبداللہ بن عمرو بن العاص (متوفی 63ھ یا 65ھ)

صحیفہ صادقہ تقریباً ایک ہزار حدیثوں پر مشتمل تھا۔ یہ عرصہ تک حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے خاندان میں محفوظ رہا۔ جلیل القدر تابعی مجاہد (متوفی 103ھ) نے اس صحیفے کو حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس دیکھا تھا۔ یہ پورا صحیفہ تمام وکمال مسند احمد (ابن حنبل) میں شامل ہے۔ خود انہوں نے اس صحیفے کا نام صحیفہ صادقہ رکھا تھا۔

2- الصحیفة الصحيحة : تالیف حضرت ابو ہریرہ (متوفی 58ھ)

صحیفہ صحیحہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات کا ایک حصہ ہے جسے انہوں نے اپنے ایک شاگرد ہمام بن منبہ (متوفی 101ھ) کے لیے مرتب کیا تھا۔ پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط کی یہ تالیف خوش قسمتی سے من و عن محفوظ ہے۔ اس کے قدیم نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ یہ صحیفہ مسند احمد بن حنبل میں بحسنہ شامل ہے اور امام مسلم نے بھی صحیح مسلم میں اس سے روایتیں لی ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اس صحیفے کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔

3- مسند ابو ہریرہ : تالیف حضرت ابو ہریرہ (متوفی 58ھ)

اس کے نسخے عہد صحابہ میں لکھے گئے تھے۔ اس کی ایک نقل (Copy) حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے والد عبدالعزیزؓ بن مروان گورنر مصر (متوفی 86ھ) کے پاس بھی موجود تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی مرویات کو قلم بند کر لیا تھا جو ان کے پاس موجود تھیں۔ مسند ابو ہریرہ کا ایک نسخہ امام ابن تیمیہؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمنی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

4- صحیفة جابر بن عبد اللہؓ : تالیف حضرت جابر بن عبد اللہ (متوفی 78ھ)

مشہور صحابی حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے حج کے احکام و مسائل پر ایک رسالہ تالیف کیا تھا۔ اسی طرح مشہور تابعی حضرت وہب بن منبہؓ (متوفی 110ھ) کو انہوں نے احادیث الملائکراتی تھیں۔ مشہور تابعی قتادہ کہا کرتے تھے کہ مجھے سورہ بقرہ کے مقابلے میں صحیفہ جابرؓ زیادہ حفظ ہے۔ سلیمان بن قیس یشکریؓ نے بھی حضرت جابرؓ کی مرویات لکھی تھیں۔

5- روایات عائشہ : حضرت عائشہؓ کی مرویات ان کے بھانجے اور شاگرد حضرت عروہ بن زبیرؓ نے قلم بند کی تھیں۔

6- صحیفة علیؓ : تالیف حضرت علیؓ

اس صحیفے میں زکوٰۃ، حرمت مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور (دستور مدینہ) کے نکات شامل تھے۔ امام بخاری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث کا یہ مجموعہ اچھا خاصا ضخیم تھا۔

7- صحف انس بن مالکؓ : تالیف حضرت انس بن مالکؓ

حضرت انس بن مالکؓ نے روایات حدیث کی متعدد قلمی یادداشتیں تیار کی تھیں۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے لکھنے کے بعد انہیں نبی کو سنا کر آپ کی تصدیق بھی حاصل کر لی تھی۔

8- تالیف عمرو بن حزم: حضرت عمرو بن حزم کی تالیف

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے انہیں ایک تحریری ہدایت نامہ بھی عطا فرمایا تھا۔ عمرو بن حزم نے اس ہدایت نامہ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس میں اکیس (21) دوسرے فرامین نبی بھی شامل کیے اور اس طرح ایک کتاب تالیف کر لی۔ مستدرک حاکم میں اس کتاب کی ۱۳۶ احادیث منقول ہیں۔

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں احادیث کا بہت بڑا سرمایہ تحریری شکل میں محفوظ ہو چکا تھا البتہ تحریری دستاویزوں سے زبانی یادداشت کے مقابلے کا کام لیا جاتا تھا۔ عہد صحابہ میں حدیث کی تدوین باضابطہ طور پر اور وسیع پیمانے پر نہیں ہوئی بلکہ زیادہ تر زبانی روایت کے ذریعے یہ سرمایہ تابعین کی طرف منتقل ہوا۔

3-5.9 تدوین حدیث عہد تابعین و تبع تابعین میں

حدیثوں کی روایت و کتابت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب فتنوں کا دور شروع ہوا تو مخالفین و دشمنان اسلام کی سازشوں کے نتیجے میں جھوٹی حدیثیں گھڑی جانے لگیں (فتنہ وضع حدیث)۔ اس وقت موجود صحابہ کرام نے ایک طرف تو روایت و اخذ حدیث کے معاملے میں احتیاط سے کام لینا شروع کیا۔ دوسری طرف تابعین کے گروہ نے جھوٹی حدیثوں کے فتنے سے نبرد آزما ہونے کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اس سلسلے میں تابعین و تبع تابعین نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ جتنی احادیث کا جمع کرنا ان کے لیے ممکن تھا انہیں جمع کر کے لکھ دیا تاکہ ایک طرف تو یہ ذخیرہ ضائع ہونے سے بچ جائے اور دوسری طرف اس میں کمی یا بیشی واقع نہ ہو۔ اس پر قریب قریب سبھی کا اتفاق ہے کہ جمع و تدوین حدیث کے کام کا آغاز حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے سرکاری طور پر پوری مملکت میں یہ فرمان بھیجا کہ حدیث رسول ﷺ کو تلاش کر کے جمع کرو۔ اس طرح تدوین حدیث کے جس کام کا ارادہ حضرت عمرؓ نے کیا تھا اسے عملی جامہ پہنانے کا شرف حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کو حاصل ہوا۔ انہوں نے مدینہ کے گورنر اور قاضی ابوبکر ابن حزمؓ کو لکھا: احادیث نبوی کو تلاش کیجئے اور لکھ لیجئے۔ مجھے علماء کے اٹھ جانے اور علم کے مٹ جانے کا خدشہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے عمرہ بنت عبدالرحمان انصاریہؓ اور قاسم ابن محمد بن ابی بکرؓ سے بھی مطالبہ کیا تھا کہ جتنا ذخیرہ حدیث ان لوگوں کے پاس ہے اسے لکھو لیں۔ البتہ تدوین حدیث کا کام صحیح معنوں میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی فہمائش پر مشہور محدث اور عظیم تبع تابعی امام محمد بن مسلم ابن شہاب زہریؓ (متوفی 122ھ) نے انجام دیا۔ ان کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کے پاس جایا کرو کیوں کہ روئے زمین پر ان سے بڑھ کر سنت کا عالم موجود نہیں ہے۔ امام زہریؓ کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیث کے مختلف ابواب میں سے ہر ایک باب پر الگ الگ کتابیں مرتب کی تھیں۔ ان کے شاگرد جب ان کے پاس جمع ہوتے تو وہ احادیث کے متفرق اجزاء نکالتے اور ان کے سپرد کرتے تاکہ وہ روایت کر سکیں۔ اس طرح تدوین حدیث کے کام کی بنیاد رکھنے والے اصلاً امام زہریؓ ہیں۔ ان کی تیار کردہ کتاب کی نقلیں خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے اطراف مملکت میں بھجوائی تھیں۔

ابن شہاب زہریؓ کے متصل بعد کے زمانے میں حدیثوں کی تدوین کا کام بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سباعیؒ نے سنت پر اپنی مشہور زمانہ کتاب السنۃ و مکانتها فی التشريع الاسلامی میں ان لوگوں کے نام دیے ہیں جو اس طرح ہیں:

مکہ میں ابن جریجؒ (متوفی 150ھ)، ابن اسحاقؒ (متوفی 151ھ)، مدینہ میں سعید ابن ابی عروبہؒ (متوفی 156ھ)، ربیع ابن صبیحؒ (متوفی 160ھ)، امام مالکؒ (متوفی 179ھ)، بصرہ میں حماد بن مسلمہؒ (متوفی 176ھ)، کوفہ میں سفیان ثوریؒ (متوفی 161ھ)، شام میں ابو عمرو اوزاعیؒ (متوفی 156ھ)، واسط میں ہیشمؒ (متوفی 188ھ)، خراسان میں عبداللہ ابن مبارکؒ (متوفی 181ھ)، یمن میں معمرؒ (متوفی 153ھ) اور رے میں جریر بن عبدالحمیدؒ (متوفی 188ھ) وغیرہ نے احادیث کو مدون کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ تمام بزرگ ہم عصر ہیں۔ البتہ ان تمام لوگوں نے ایک ہی مجموعے میں حدیث رسول، اقوال صحابہ اور تابعین کے فتاویٰ سب کو شامل کر لیا تھا۔ صرف ایک قسم کی احادیث کو ایک باب میں اکٹھا کرنے کا کام سب سے پہلے امام شعیبؒ نے کیا۔

5.9.4 تیسری صدی ہجری (عہد محدثین) میں تدوین حدیث

تدوین حدیث کے اعتبار سے تیسری صدی ہجری سب سے زریں اور پراز سعادت دور ہے۔ یہ عباسی خلافت کا زمانہ ہے جس میں مسلمانوں کو علم و فن کے ہر میدان میں بے مثال ترقی و عروج حاصل ہوا۔ اس زمانے میں احادیث رسول کو آثار صحابہ و اقوال تابعین سے الگ مدون کرنے کا کام بھی شروع ہوا، اور اسی زمانے میں علم حدیث کی وہ عظیم الشان شخصیات اور زندہ جاوید کتابیں منظر عام پر آئیں جنہیں قدرت نے قبول عام اور بقائے دوام دونوں عطا کیا۔ تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کے کام کا آغاز مسانید کی ترتیب سے ہوا۔ (مسند حدیث کے ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں موضوع سے قطع نظر ایک صحابی کی مرویات کو ایک باب میں جمع کر دیا گیا ہو) جن لوگوں نے سب سے پہلے مسانید تیار کیں ان میں نمایاں نام عبداللہ بن موسیٰ عیسیٰؒ، مسدد بصریؒ، اسد بن موسیٰؒ اور نعیم ابن حماد خزاعیؒ کے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور عثمان بن ابی شیبہؒ ان اولین لوگوں میں ہیں جنہوں نے صحابہ و تابعین کے اقوال کو چھوڑ کر صرف اللہ کے رسول کی حدیثوں کو اپنی مسندات میں جمع کیا ہے۔ البتہ ان لوگوں نے صرف جمع کرنے کا کام کیا ہے صحیح و غیر صحیح کی تفریق نہیں کی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (متوفی 256ھ) پہلے امام حدیث ہیں جنہوں نے تدوین حدیث کے ایک نئے اسلوب کی بنیاد ڈالی، اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنی دانست میں صرف صحیح حدیثوں کا انتخاب کیا اور پھر ان سے اپنی مشہور زمانہ کتاب صحیح بخاری مرتب کی جس کا پورا نام ہے 'الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ و سنتہ و ایامہ'۔ ان کے ہم عصر اور شاگرد امام مسلم بن حجاج قشیریؒ (متوفی 261ھ) نے بھی انہی اصولوں پر ایک صحیح کتاب مدون کی۔ انہی اصولوں پر سنن ابی داؤدؒ (275ھ)، سنن نسائیؒ (303ھ) جامع ترمذیؒ (متوفی 297ھ) اور سنن ابن ماجہؒ (متوفی 273ھ) بھی تالیف کی گئیں۔ عام طور پر حدیث کی ان چھ کتابوں کو صحاح ستہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

چوتھی صدی ہجری کے دوران حدیث کے سرمایے میں تو کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا، لیکن اس صدی کے علماء حدیث نے حدیث کے پہلے کے مجموعوں کو زیادہ مرتب و منظم کیا۔ اس زمانے کے مشہور اماموں میں سلیمان بن احمد طبرانیؒ (متوفی 360ھ) مؤلف معجم الکبیر، معجم الاوسط اور معجم الصغیر، امام دارقطنیؒ (متوفی 385ھ)، ابن حبان البستیؒ (متوفی 345ھ) ابن خزیمہؒ (متوفی 311ھ) اور امام طحاویؒ (متوفی 321ھ) ہیں۔ کچھ صحیح حدیثیں تیسری صدی ہجری کی کتب حدیث میں جمع ہونے سے رہ گئی تھیں۔ بعد کے دور میں علماء حدیث نے استدراک کر کے انہیں جمع کر دیا۔ (استدراک سے مراد یہ ہے کہ وہ حدیثیں پہلے مجموعوں میں نہ ہوں، اصطلاح میں ایسی کتاب کو مستدرک کہتے ہیں) ان میں

5.10 حدیث کی بعض ابتدائی کتابیں

کتابت و تدوین حدیث کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام نے اللہ کے رسول کی حدیثوں کے مختلف مجموعے آپ کی زندگی میں تیار کر لیے تھے۔ کتابت حدیث کا کام آئندہ دور میں بھی جاری رہا۔ البتہ حدیث کی باضابطہ تدوین دوسری صدی ہجری میں شروع ہوئی اور اسی دوران حدیث کی متعدد ابتدائی کتابیں تالیف ہوئیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔

5.10-1 موطا امام مالک

کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے بعد موطا امام مالک اسلامی کتب خانے کی دوسری کتاب ہے۔ دوسری صدی ہجری کے اوائل میں حدیث کے سینکڑوں مجموعے وجود میں آئے۔ موطا امام مالک کی تالیف کا زمانہ بھی یہی ہے۔ حدیث کے دیگر مجموعوں کے برعکس موطا امام مالک کا امتیاز یہ ہے کہ اس کی تالیف و تدوین مرکز وحی و نبوت مدینہ منورہ میں ہوئی جہاں کہ علوم نبوی کا سب سے بڑا خزانہ تھا۔ کیوں کہ بڑے بڑے صحابہ اور اکابر تابعین اس شہر میں رہتے تھے۔ امام مالک نے اسے مکمل کر کے جب مدینہ کے شیوخ حدیث کے سامنے پیش کیا تو وہ بہت ہی خوش ہوئے۔

موطا کے لغوی معنی، روند اہوا یا چلا ہوا کے ہیں۔ امام مالک نے اس کتاب کا نام موطا اس لیے رکھا کہ یہ وہ پامال (موطا) راستہ ہے جس پر آں حضرت ﷺ کے بعد تمام صحابہ گزرے۔ گویا یہ ان مسائل پر مشتمل ہے جن پر صحابہ کرام کا عمل رہا ہے اور جمہور سلف جن پر چلتے رہے ہیں۔

شروع میں امام مالک نے موطا کے اندر دس ہزار حدیثیں جمع کی تھیں لیکن کاٹ چھانٹ کے ذریعہ آٹھ ہزار حدیثیں انہوں نے نکال دیں۔ اب موطا کے اندر کل 1720 حدیثیں ہیں جن میں چھ سو حدیثیں مسند اور مرفوع ہیں۔ 235 حدیثیں موقوف ہیں، 285 تابعین کے اقوال اور فتوے ہیں اور 75 اقوال امام مالک کے ہیں۔ موطا امام مالک کا موضوع فقہی مسائل ہیں اس لیے اس کی ترتیب بھی فقہی ہے۔ علماء حدیث نے موطا کو بخاری و مسلم کے ساتھ پہلے درجے کی کتب حدیث میں شامل کیا ہے۔ موطا کا ایک امتیاز یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں کلام اللہ کے بعد جو کتاب آئی وہ کلام الرسول کا یہی صحیح ترین مجموعہ تھا۔ نقش اول ہونے کے باوجود یہ ایک مکمل کتاب ہے۔ بڑے بڑے علماء اور فقہاء نے موطا کو امام مالک سے روایت کیا ہے۔ موطا کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں بیان کی ہوئی حدیثیں صرف تین چار واسطوں سے ہی نبی اکرم ﷺ تک پہنچ جاتی ہیں۔ موطا کا ایک خاص امتیاز یہ بھی ہے عہد عباسی کے پانچ خلفاء مہدی، ہادی، ہارون رشید، مامون اور امین نے اس کے مطالعے کے لیے بغداد سے حجاز تک کا سفر کیا۔

موطا کے مؤلف امام مالک ہیں جنہیں امام دارالرحمہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ 93ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ یہیں پر اکابر تابعین اور فقہائے مدینہ کے سایے میں ان کی تمام تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور حدیث و فقہ کے علوم میں انہوں نے کمال حاصل کیا۔

انہوں نے بیس ایسی حدیثیں بیان کی ہیں جو صرف تین واسطوں سے اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچتی ہیں۔ ان کے سلسلہ روایت عن مالک عن نافع عن ابن عمر کو دنیا سلسلہ الذہب (سونے کی زنجیر) کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حدیث کے علاوہ امام مالک فقہ کے بھی امام تھے۔ اور ان سے منسوب ایک پوری فقہ مالکی موجود ہے۔ امام مالک بہت ہی اہتمام سے حدیث کا درس دیتے تھے۔ ان کا درس مسجد نبوی میں ہوتا تھا۔ 62 برس تک مسجد نبوی میں درس دینے کے بعد 86 برس کی عمر میں 179ھ میں (اربع الاول) کو وفات پائی۔

5.10.2 مسند احمد بن حنبل

مسند احمد بن حنبل کا شمار حدیث کی مشہور ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ اس میں مسند کی عام کتابوں کی طرح صحابہ کی ترتیب پر حدیثیں مرتب کی گئی ہیں۔ ترتیب میں زیادہ تر سبقت فی الاسلام کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ لیکن پورے طور پر اس اصول کا التزام نہیں ہو پایا ہے۔ مسند احمد 172 اجزا پر مشتمل ہے اور سات سو صحابہ کرام کی حدیثوں کا مجموعہ ہے، جن کی تعداد تیس اور چالیس ہزار بتائی جاتی ہے (مکررات کے حذف کے ساتھ تیس ہزار اور مکررات کے ساتھ چالیس ہزار)۔

مسند کی تالیف میں امام احمد بن حنبل نے غیر معمولی احتیاط سے کام لیا ہے۔ انہوں نے اسے ساڑھے سات لاکھ سے زائد حدیثوں سے منتخب کیا تھا۔ خود فرماتے ہیں میں نے اس کتاب کو لوگوں کے لیے امام و حجت بنایا ہے تاکہ اختلاف کے وقت وہ اس کی جانب رجوع کر سکیں۔ اگر اس میں کوئی حدیث مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ کسی ایسی حدیث کو تسلیم نہ کریں جو اس میں موجود نہ ہو۔ علماء حدیث مساند کو سنن سے نچلے درجے میں رکھتے ہیں لیکن مسند احمد کی حیثیت ان سے مختلف ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسند احمد کو دوسرے درجے کی کتابوں سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی سے قریب تر رکھا ہے۔ محدثین ہر زمانے میں مسند احمد سے اخذ و استفادہ کرتے رہے ہیں اور اس کا شمار حدیث کی امہات کتابوں میں ہوتا ہے۔ مسند احمد کی بعض خصوصیات یہ ہیں۔

1- مسند احمد سے بڑا کوئی دوسرا مجموعہ حدیث نہیں ہے۔

2- مسند احمد حدیث کی سب سے زیادہ جامع کتاب ہے۔

3- مسند احمد میں تین سو ثلاثی حدیثیں ہیں۔

مسند احمد بن حنبل امام احمد کی عمر بھر کی محنت کا ثمرہ ہے۔ انہوں نے اسے مسودہ کی شکل میں چھوڑا تھا اس لیے ان کے بعد ان کے صاحبزادے عبداللہ نے مسند کی جمع و ترتیب کا کام کیا اور مسند کی روایات کے مشابہ دوسری روایات بھی اس میں شامل کر دیں۔ بعد کے ادوار میں مسند احمد کی بہت ساری شرحیں اور حواشی بھی لکھے گئے جو اس کی عام مقبولیت کے مظہر ہیں۔

مسند احمد امام احمد بن حنبل کی تالیف ہے جو حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی امامت کے مرتبے پر فائز ہیں۔ 164ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ صرف تین سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور صرف سات برس کی عمر میں حدیث پڑھانا شروع کر دی تھی۔ چوں کہ والد کا انتقال ہو چکا تھا اس لیے پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں والدہ نے ادا کیں۔ امام صاحب کی بیشتر تعلیم بغداد میں ہی ہوئی۔ اور عمر کا زیادہ تر حصہ بھی یہیں گزرا۔ عباسی خلفاء کے دور میں عجمی اثرات کے تحت جب یونانی منطق و فلسفے کا

زہر بڑھا اور معتزلہ کو عروج حاصل ہوا تو کلامی بحثوں کے نتیجے میں عقائد کے بہت سے مسائل پیدا ہو گئے، ان میں خلق قرآن کا مسئلہ بھی تھا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کے خلاف نہ صرف آواز اٹھائی بلکہ حکمرانوں کی تمام تر اہتلا اور آزمائشوں کے مقابلے میں ہمیشہ حق پر قائم رہے اور کبھی بھی کسی قسم کی مداخلت سے کام نہیں لیا۔ انہیں قید و بند کی صعوبتیں ہی نہیں برداشت کرنی پڑیں بلکہ کوڑے بھی لگائے گئے۔ 12 ربیع الاول 241ھ کو 77 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ تقریباً آٹھ لاکھ لوگوں نے جنازے میں شرکت کی۔

5.10-3 مصنف ابن ابی شیبہ

مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ کی سب سے مشہور کتاب ہے۔ یہ حدیث کی اہم اور بلند پایہ کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس موضوع پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ جامع اور مبسوط مصنف ابن ابی شیبہ ہی ہے۔ مصنف کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔ اور محدثین کے طریقے کے مطابق اس کو سندوں کے ساتھ فقہی کتابوں کی طرح ابواب و کتب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب کا آغاز کتاب الطہارۃ سے ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے مصنف ابن ابی شیبہ کو تیسرے طبقے کی کتب حدیث میں شمار کیا ہے۔ 'مُصَنَّف' کی سب سے بڑی اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اکثر روایات (روایت کردہ حدیثیں) صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس سے امام بخاری نے تیس اور امام مسلم نے 1540 روایات کی تخریج کی ہے۔ سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں کثرت سے حدیثیں مصنف ابن ابی شیبہ سے لی گئی ہیں۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وہی روایتیں لی گئی ہیں جن سے کوئی فقہی مسئلہ نکلتا ہو۔ احکام و مسائل کا یہ جامع اور مستند مجموعہ ہے۔ اس میں اہل جاز اور اہل عراق دونوں کی روایات بغیر کسی ترجیح کے نقل کی گئی ہیں۔ اس کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مرفوع اور متصل روایات کے ساتھ ساتھ مرسل، منقطع اور موقوف حدیثیں بھی ہیں اور صحابہ کے آثار، تابعین کے فتاویٰ اور فقہاء وغیرہ کے آراء و اقوال بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے ہر حدیث کے متعلق سلف کے تعامل اور ائمہ کے اتفاق و اختلاف کا پتہ چل جاتا ہے۔ مصنف کے قلمی نسخے ہندوستان سمیت دنیا کے مختلف ملکوں کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ اب یہ کتاب ڈاکٹر محمد عوامہ کی تحقیق سے شائع ہو گئی ہے۔

عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ معروف بہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ 159ھ میں واسط (عراق) میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان مولیٰ ہونے کے باوجود علمی حیثیت سے ممتاز تھا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے نامور علماء و محدثین سے اکتساب فیض کیا۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ کوفہ اور واسط میں گزرا لیکن دوسرے مراکز حدیث کے علماء سے بھی انہوں نے استفادہ کیا تھا۔ بعد کے زمانے کے علماء حدیث نے علم حدیث میں ان کے کمال کا اعتراف کیا ہے اور ان کے حفظ و ضبط کو بھی سراہا ہے۔ اسی طرح علماء حدیث نے ان کی ثقافت کا بھی اعتراف کیا ہے۔ 8 محرم 235ھ کو 74 سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ 'مصنف' کے علاوہ وہ کئی دوسری کتابوں کے بھی مصنف تھے۔ جو اس وقت نایاب ہیں۔

5.11 خلاصہ

اس اکائی میں ہم نے حدیث کے معنی و مفہوم کے ساتھ اس کی اصطلاحی تعریف کو جاننا۔ اسی طرح اس اکائی میں حدیث کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ حدیث کی دین میں اہمیت کیوں ہے، اس کی ضرورت کیا ہے اور حدیثیں دین کے احکام و مسائل میں حجت کا درجہ کیوں رکھتی ہیں؟ ساتھ ہی نبی ﷺ کے زمانے سے لے کر عہد صحابہ و تابعین تک اللہ کے رسول کی حدیثوں کو سننے، محفوظ

کرنے اور انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین نے جو بے مثال خدمات انجام دیں ان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حدیثیں اللہ کے رسول کے ایک عرصہ بعد نہیں بلکہ آپ کے زمانے میں ہی صحابہ کرام نے قلم بند کرنی شروع کر دی تھیں۔ اس سلسلے میں نبی کے مکتوبات کے علاوہ صحابہ کرام کے تیار کردہ صحف احادیث کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ کتابت و تدوین حدیث میں فرق کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ کتابت عہد نبوی سے ہی جاری تھی۔ ہاں حدیثوں کی تدوین کا باضابطہ آغاز دوسری صدی ہجری کے شروع میں ہوا۔ آخر میں حدیث کی تین ابتدائی کتابوں کا تفصیلی تعارف دیا گیا ہے جو دوسری صدی ہجری کے دوران اور تیسری صدی ہجری کے آغاز میں تالیف ہوئیں۔

5.12 نمونے کے امتحانی سوالات

- 1- حدیث کی اہمیت اور ضرورت پر ایک مضمون لکھیں۔
- 2- حفاظت و اشاعت حدیث کے سلسلے میں صحابہ کرام کی کوششوں کا جائزہ لیں۔
- 3- کتابت و تدوین حدیث کے مختلف ادوار سے بحث کریں۔
- 4- حدیث کی ابتدائی کتابوں میں سے کسی دو پر مختصر نوٹ لکھیں۔

5.13 سفارش کردہ کتابیں

- 1- مولانا مناظر احسن گیلانی: تدوین حدیث
- 2- غلام رسول سعیدی: تذکرۃ الحدیثین
- 3- ضیاء الرحمن الاعظمی / سہیل حسن بن غفار حسن: مجمع اصطلاحات الحدیث
- 4- محمد فاروق خاں: کلام نبوت، جلد اول
- 5- مصطفیٰ حسن سباعی / اردو ترجمہ ملک غلام علی: سنت رسول
- 6- محمد فاروق خاں: علم حدیث ایک تعارف
- 7- ڈاکٹر سحیحی صالح / غلام احمد حریری: علوم الحدیث
- 8- ڈاکٹر محمود الطحان / مظفر حسین ندوی: اصطلاحات حدیث - تعریف اور تشریح

